دانہ دار تسبیح

کا شرعی ثبوت

مقدمہ

حضرت مولانا مفتی **مظفر حسین صاحب** قاسمی دامت برکاتہم

شیخ الحدیث و صدر مفتی دار العلوم شوپور کشمیر

تقریظ

حضرت مولانا مفتی **سلطان صاحب** قاسمی دامت برکاتہم

صدر مفتی سراج العلوم نواب بازار سرینگر





مرتب

سہیل احمد ڈار

ناشر

مکتبۃ النور کرمشورہ بڈگام کشمیر

دانہ دار تسبیح کا شرعی ثبوت

مقدمہ

حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب قاسمی دامت برکاتہم العالیہ
شیخ الحدیث وصدر مفتی دار العلوم سوپور کشمیر

تقریظ

حضرت مولانا مفتی سلطان صاحب قاسمی دامت برکاتہم
صدر مفتی سراج العلوم نواب بازار سرینگر کشمیر

مرتب

سہیل احمد ڈار
کرمشورہ بڈگام کشمیر

ناشر

مکتبہ النور
کرمشورہ بڈگام کشمیر ۱۹۱۱۱۱
7006504759 | 9622656564

نام کتاب : دانہ دار تسبیح کا شرعی ثبوت

مقدمہ : حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب قاسمی دامت برکاتہم العالیہ

تقریظ : حضرت مولانا مفتی سلطان صاحب قاسمی دامت برکاتہم

مرتب : سہیل احمد ڈار (کرمشورہ بڈگام)

قیمت :

ناشر : مکتبہ النور کرمشورہ بڈگام

ملنے کے پتے

۱ مکتبہ مظفر مائسمہ بازار سرینگر کشمیر .... (7006178887)

۲ مکتبہ النور کرمشورہ بڈگام کشمیر .... (7006504759)

۳ مکتبہ محمودیہ پارنیوہ بڈگام کشمیر .... (9797009165)

۴ مدینہ بک شاپ چندی لورہ ٹنگمرگ .... (9596303551)

انتساب

میں اپنی اس طالب علمانہ کاوش کا انتساب

اپنے پیرومرشد

حضرت مولانا مفتی محمد ایوب صاحب نقشبندی

دامت برکاتهم العالیه

کی طرف کرتا ہوں۔

نوٹ

میں نے پوری کوشش کی ہے کہ اس رسالے میں کسی طرح کی غلطی نہ ہو، مگر پھر بھی از راہ بشریت کوتاہی کا امکان باقی ہے۔ اگر کسی صاحب کو اس میں کسی قسم کی غلطی نظر آجائے تو براہ کرم ہمیں اطلاع کردیں تاکہ آئندہ اس کا ازالہ کیا جاسکے انشاءاللہ۔

﴿فہرست مضامین﴾

﴿ مقدمہ ﴾

فقیہ کشمیر حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب قاسمی دامت برکاتہم العالیہ
شیخ الحدیث والتفسیر دار العلوم سوپور کشمیر

ایک کامل مسلمان کو ہر وقت اللہ کے ذکر میں مشغول رہنا چاہیے۔ کبھی دنیا کے کاموں میں مشغول ہوتا ہے تو توجہ ذکر سے ہٹ جاتا ہے۔ لیکن ہاتھ میں تسبیح ہو تو اچانک غفلت دور ہوتی ہے اور یہ پھر ذکر میں مشغول ہوتا ہے اسی لئے تسبیح کو مذکرہ (یاد دلانے والی چیز) کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے مبارک نام کا جو شخص مسلسل وررد رکھتا ہے وہ اس کی لذت حلاوت سرور وخوشی کو محسوس کرتا ہے۔ دلوں کو ذکر سے اطمینان ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے **اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ** (الرعد:۲۸) آج کل جو بے اطمینانی اور پریشان حالی ہے اس کا علاج یہ ہے کہ ہر حال میں ایک انسان ذکر میں مشغول رہے **يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ** (ال عمران:۱۹۱) اصل مقصد اللہ کا ذکر ہے تسبیح صرف ایک معاون ومذکر چیز ہے جس سے متعینہ تعداد پورا کرنے میں سہولت ہوتی ہے۔ تسبیح ہاتھ میں رہتے ہوئے انسان کچھ نہ کچھ کلمات واذکار ادا کرنے کے لئے آمادہ رہتا ہے۔ جیسے قرآن پاک کا اصل مقصد تلاوت، فہم، تزکیہ، عمل وغیرہ ہے لیکن قرآن میں اعراب (زبر زیر پیش جزم) اور دیگر علامات رکوع وغیرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھے۔ ان کا اضافہ محض اس لئے ہے تاکہ پڑھنے میں سہولت ہو یا حدیث کا مقصد بھی پڑھنا پڑھانا عمل وغیرہ ہے لیکن حدیث صحیح کو غیر صحیح سے پہچانے کے لئے مستقل علوم وجود میں آگئے پھر حدیث کی قسمیں صحیح، حسن، غریب، موقوف، مرفوع، مقطوع وغیرہ اصطلاحات لکھی گئی۔

مقصد یہ علوم نہیں ہیں اصل مقصد حدیث شریف ہی ہے البتہ یہ اصول وعلوم معاون ہیں

۔کچھ قوموں کو پسند نہیں ہے کہ مسلمان ذکر میں مشغول رہیں لہٰذا انہوں نے صاف طور پر ذکر سے منع نہیں کیا بلکہ تسبیح رکھنے کو بدعت کہا تا کہ جب وہ تسبیح چھوڑ دے گا تو آہستہ آہستہ ذکر کی مداومت سے بھی دستبردار ہوگا جیسے منکرین حدیث کا اصل مقصد حدیث کا انکار کرنا ہے لیکن انہوں نے انکار کے مختلف بہانے بنائے مثلاً یہ اصطلاحات صحیح، حسن، غریب وغیرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھیں۔

مشاہدہ میں یہ نظر آرہا ہے کہ اختلافات انگلیوں پر گننے والوں اور تسبیح کے دانوں پر گننے والوں کے درمیان نہیں ہے۔ یہ ایک دوسرے پر نہ طعن کرتے ہیں نہ الزام دیتے ہیں بلکہ ذکر پر مداومت نہ کرنے والوں اور تسبیح پر مداومت کرنے والوں کے درمیان ہے ۔جو ہر وقت اپنی زبان ذکر میں مشغول نہیں رکھتا ہے اسکو دوسروں کا تسبیح کے دانوں پر ذکر کرنا بھی ناپسند ہے اور جرأت کر کے تسبیح ہاتھ میں رکھنے کو ناجائز اور بدعت کہتا ہے۔ حالانکہ ان لوگوں کو بدعت کی تعریف کا بھی علم نہیں ہے۔ بدعت تو وہ چیز ہے جسکا قرون مشہود لہا بالخیر میں تقاضہ تھا اسباب نہ تھے اور مانع تھا اگر یہ تین چیزیں نہ ہو تو اسکو بدعت نہیں کہہ سکتے ہیں ۔تسبیح کا رکھنا بدعت کے دائرے میں نہیں آتا ہے کیونکہ اسکی اصل 'حدیث' (تقریر نبوی) میں موجود ہے ۔علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں **'لم ينقل عن احد من السلف و لا من الخلف المنع من جواز عد الذكر بالسبحة'** سلف وخلف میں سے کسی بھی قابل اعتماد عالم نے تسبیح پر ذکر کی تعداد شمار کرنے کو بدعت نہیں کہا۔ بلکہ حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے **'واذا احسنت فيه النية فهو حسن'** اگر اچھی نیت سے تسبیح کے دانوں پر ذکر کیا جائے (یعنی ریاکاری نہ ہو) تو بہت اچھا ہے ۔سعودی عرب کی مرکزی دارالافتاء **اللجنة الدائمة** میں صاف لکھا ہے کہ ہمیں ایسی کوئی دلیل معلوم نہیں جس سے اسکی ممانعت ثابت ہو۔

احادیث شریفہ میں اگر چہ انگلیوں پر گننے کی فضیلت آئی ہے لیکن ذرا غور کریں تو یہ چیز بالکل ظاہر ہے کہ تسبیح کے دانوں پر ذکر کرنے سے جس طرح تسبیح کے دانے استعمال ہوتے ہیں اسی طرح انگلیاں بھی استعمال ہوتی ہیں تو تسبیح کے دانوں پر ذکر سے یہ فضیلت بھی حاصل ہوتی ہے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم مثلاً حضرت ابوصفیہ، حضرت سعد بن ابی وقاص ، حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابودرداء، حضرت ابوہریرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین دانوں، دھاتوں ، گٹھلیوں، کنکریوں پر ذکر کی متعینہ تعداد گنا کرتے تھے۔ مولانا عبدالحیٔ رحمۃ اللہ علیہ نے نزھۃ الفکر میں اسلاف ومشائخ کی تسبیح رکھنے کے بہت سے واقعات نقل کئے ہیں۔ احادیث مبارکہ ، صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین رحمۃ اللہ علیہم، مشائخ واسلاف سے تسبیح کے ثبوت کے باوجود کچھ قوموں نے تسبیح رکھنے کو بدعت کہا ہے تو علماء کرام کی متعدد کتابیں دلائل کے ساتھ منظر عام پر آگئیں۔ جن سے تسبیح رکھنے والوں کو اطمینان ہوا اور شک میں ڈالنے والوں کی زبانیں بند ہوگئیں۔

کشمیر میں لاعلم نااہل مجتہد ہیں کوئی نہ کوئی سند چھیڑتے رہتے ہیں تو یہ مسئلہ بھی چھیڑ دیا کہ تسبیح رکھنا بدعت ہے۔ ضرورت تھی کہ اردو زبان میں آسان الفاظ میں اس مسئلہ کی وضاحت کی جائے تو ایک طالب علم عزیزی سہیل احمد ڈار سلمہ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق عطاء فرمائی۔ انہوں نے ایک مختصر مگر جامع مدلل رسالہ مرتب کیا جسمیں قاری کو مندرجہ ذیل چیزیں مطالعہ کے لئے ملیں گی۔

۱ ذکر کی فضیلت اسکے متعلق چند آیات اور احادیث مبارکہ ۲ بعض اذکار، انکی تعداد، انکے اوقات اور انکا ثواب ۳ انگلیوں پر اذکار گننے کا ثبوت ۴ تسبیح کے دانوں پر اذکار گننے کا ثبوت ۵ سند کی تحقیق ۶ حافظ ابن حجرؒ، ملا علی قاریؒ، علامہ سبکیؒ، شمس الحق عظیم آبادی کی تحقیق ۷ شیخ البانی صاحب کے اعتراضات کا جوابات ۸ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم محدثین، فقہاء

بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہم سے تسبیح رکھنے کا ثبوت ۹ سعودی عرب کے بعض مشائخ اور علماء سے اسکا ثبوت ۱۰ غیر مقلدین کے بہت سے اہم علماء کرام سے اسکا ثبوت ۱۱ آخر میں اعتراضات کے جوابات۔

یہ ایک طالب علم کی کاوش ہے۔ میں نے انکی خواہش کے مطابق پورا رسالہ پڑھا غور سے پڑھنے والوں کے لئے کافی ہے البتہ جس کے ذہن کا سانچہ ہی یہ بنا ہے کہ ہم کسی کی ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں ان کے لئے دفتر کے دفتر بھی ناکافی ہے۔ میرے علم کے مطابق عمل کرنے والوں کے لئے اس میں کافی مواد موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف ومرتب کی اس سعی کو قبول فرمائے اور اس رسالہ کو امت کے لئے نافع بنائے۔ آمین

(حضرت مولانا مفتی) مظفر حسین قاسمی (صاحب)

دار العلوم سوپور کشمیر

۲۹ جمادی اولی ۱۴۴۳ھ

﴿تقریظ﴾

حضرت مولانا مفتی سلطان صاحب قاسمی دامت برکاتہم

صدر مفتی سراج العلوم نواب بازار سرینگر کشمیر

اس بات سے کسی کو انکار نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے مطلوب ہے، لیکن ذکر واذکار کے لئے انگلیوں کے علاوہ کیا مروجہ دانہ دار یا ڈیجیٹل تسبیح کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں یہ بات واضح ہے کہ انگلیوں پر ذکر واذکار کا شمار کرنا، کھجور کی گٹھلیوں، دانہ دار یا ڈیجیٹل تسبیح کے استعمال سے افضل ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تسبیحات کو ہاتھ سے شمار کرتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسبیحات اپنے دست مبارک (ابن قدامہ نے فرمایا: اپنے دائیں ہاتھ سے) سے شمار کرتے ہوئے دیکھا (ابوداؤد) دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے ایمان والی عورتوں! تم **لا اله الا الله**، **سبحان الله**، **الله اكبر** کہا کرو، اور غفلت نہ کرو کہ رحمت خداوندی کو بھلا بیٹھو، اور اپنی انگلیوں کے پوروں پر شمار کرو کیونکہ وہ سوال کئے جائینگے اور بلوائے جائیں گے۔

(اسے احمد، ابوداؤد، ترمذی اور حاکم نے روایت کیا ہے، اور اس کی سند کو امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے الاذکار میں اور امام عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج احیاء میں حسن قرار دیا ہے۔

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: (**مسؤولات مستنطقات**) یعنی کہ وہ اس کی گواہی دیں گی، لہذا اس حیثیت سے انگلیوں سے شمار کرنا، تسبیح اور گٹھلیوں پر شمار کرنے کے مقابلے میں افضل ہے۔

البتہ جہاں تک بات کھجور کی گٹھلیوں، دانے دار یا ڈیجیٹل تسبیح کی ہے تو اسکے جواز میں

کسی کو اشکال نہیں جیسے کہ مختلف روایات سے یہ بات واضح ہو جاتی کہ آپ ﷺ نے کھجور کی گٹھلیوں پر تسبیحات شمار کرنے کی تقریراً اجازت دی۔ علماء نے اسی کے ساتھ دانہ دار تسبیح کو بھی ملحق کر دیا۔ اس سلسلے میں علامہ شوکانی رحمہ اللہ کی یہ عبارت چشم کشا ہے:

والحديثان الآخران يدلان على جواز عد التسبيح بالنوى والحصى. وكذا بالسبحة لعدم الفارق لتقريره صلى الله عليه وسلم للمرأتين على ذلك، وعدم إنكاره. والإرشاد إلى ما هو أفضل لا ينافي الجواز: انظر نيل الأوطار (2/602)

اور دوسری دو حدیثیں گھٹلیوں اور کنکریوں پر تسبیحات شمار کرنے کے جائز ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ اسی طرح بندھی ہوئی (دانے دار) تسبیح سے بھی، اسلئے کہ رسول اللہ ﷺ نے جوان دو عورتوں کو اس پر (گٹھلیوں پر شمار کرنے پر) باقی رکھا اور انکار نہیں فرمایا، تو دونوں (یعنی دانے دار اور بلا دھاگے کی تسبیح) میں کوئی فرق نہیں۔ افضل بات کی طرف رہنمائی، اصل کے جواز کے منافی نہیں۔

(اسکے بعد علامہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حوالے سے گٹھلیوں اور کنکریوں پر تسبیحات شمار کرنے کے کئی آثار نقل کئے ہیں)۔

اسی طرح شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں کہ مسبحہ (دانے دار یا ڈیجیٹل تسبیح) کا استعمال حرام و بدعت نہیں (اللقاء المفتوح 30/3)

البتہ اگر یہ دانے دار یا ڈیجیٹل تسبیح ریاء کاری اور دوسروں کے حقوق کی حق تلفی کا سبب بنے تو اس سے بچنا بہتر ہے جیسے بعض لوگ ہاتھ میں تسبیح لئے پھرتے ہیں، نہ کسی کو سلام کرتے ہیں نہ کسی کی سلام کا جواب دیتے ہیں یا وہ ہر طرف نگاہیں اٹھا کر دیکھ رہے ہوتے ہیں، بات کر رہے ہوتے ہیں اور ادھر سے تسبیح بھی گھما رہے ہوتے ہیں جو کہ ریاء کی طرف لے جانے والی چیزیں ہیں بلکہ بسا اوقات دکھاوا زیادہ مقصود ہوتا ہے۔

لیکن اگر یہ خدا کو یاد رکھنے کا ذریعہ بنے جیسے بڑھاپے میں انسان کا ذہن ونگاہ کمزور ہوجاتی ہے تو اس وقت تسبیح ایک معاون کا کام دیتی ہے اسی وجہ سے بعض بزرگ بڑھاپے میں تسبیح گلے میں بھی لٹکاتے تھے تاکہ کہیں گم نہ ہوجائے جیسے کہ مولانا سید نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں واقع مشہور ہے۔ لہذا اس سلسلے میں مقتصدانہ موقف کرنے کی ضرورت ہے۔

دوسری بات یہ کہ تسبیح دین کا کوئی حصہ نہیں ہے کیونکہ اسکا رکھنا کوئی عبادت نہیں ہے۔ بلکہ یہ محض ایک وسیلہ ہے جیسے مسجد کی دوسری منزل پر جانے کے لئے لفٹ یا سیڑھی کا استعمال؛ لہذا اس پر بدعت کا اطلاق ہی غلط ہے۔

زیر نظر رسالہ اس سلسلے میں عزیزم سہیل احمد ڈار صاحب کی ایک اچھی اور عمدہ کاوش ہے، جس میں انہوں نے دانہ دار و ڈیجیٹل تسبیح کے استعمال کے سلسلے میں دلائل وحقائق سے پردہ اٹھا کر صحیح موقف کو واضح کیا ہے۔ اللہ انکے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے اور ہمیں کثرت ذکر وفکر اور اخلاص نیت سے نوازے۔ آمین یارب العالمین

(حضرت مولانا) مفتی سلطان (صاحب قاسمی دامت برکاتہم)

۱۴ رجب المرجب ۱۴۴۴ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ!

آج سے تقریباً دو سال پہلے اپنے ہی علاقہ کی ایک مسجد شریف میں بیان کرنے کی غرض سے جانا ہوا۔ بیان کے بعد وہاں کے چند نوجوانوں نے مجھ سے کچھ سوالات پوچھے جن میں ایک سوال تسبیح کے ثبوت کے متعلق تھا۔ میں نے اس وقت جو یاد آیا اس کے مطابق مستدرک حاکم اور صحیح ابن حبان میں موجود حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت پیش کی۔ جس سے الحمد للہ وہ اسی وقت مطمئن بھی ہوئیں۔ بعد میں احقر کے ذہن میں یہ بات آئی کہ کیوں نہ فقیہ کشمیر حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب قاسمی دامت برکاتہم العالیہ (ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت جموں وکشمیر) کی خدمت میں گذارش کی جائے کہ اگر آپ اس مسئلہ پر ایک محققانہ تحریر لکھ دیں تو ہم جیسے طلباء پر آپ کا مزید ایک اور احسان ہوگا۔ احقر نے حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں اپنی گذارش پیش کی۔ جواباً حضرت مفتی صاحب نے اپنی کچھ مصروفیات بیان فرمائیں اور ساتھ ہی مجھ سے یہ ارشاد فرمایا کہ تم ہی اس مسئلے پر ایک تحریر لکھ دو اور بعد میں مجھے وہ تحریر تصحیح کے لئے دکھا دینا۔ میں اپنی کم علمی کی طرف دیکھتا تھا تو ہمت جواب دیتی تھی۔ اب دو سال کے بعد کچھ ہمت جٹا کر یہ چند اوراق لکھ کر حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں پیش کر دئے۔ حضرت مفتی نے شفقت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے حوصلہ افزائی فرمائی اور ساتھ ہی اپنی بہت زیادہ علمی مصروفیات کے باوجود اس چھوٹے سے رسالہ پر ایک محقق اور مدلل مقدمہ تحریر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کو جزائے خیر عطاء فرمائے اور آپ کے علم وعمل اور عمر میں برکت عطاء فرمائے۔

میں حضرت مولانا مفتی محمد سلطان صاحب قاسمی دامت برکاتہم کا بھی بے حد شکر گذار ہوں جنہوں نے اس رسالہ پر اپنا قیمتی وقت نکال کر ایک علمی وفکری تقریظ لکھ کر اس رسالے کی قدر وقیمت اور بڑھا دی۔ اللہ پاک حضرت مفتی صاحب کے علم وعمل میں برکت عطاء فرمائے۔

نیز میں اپنے استاذ محترم حضرت مولانا سید شاہ نواز امین بخاری حفظہ اللہ کا بھی بے حد مشکور ہوں۔ جنہوں نے اس رسالے کے مرتب کرنے میں میری کافی مدد فرمائی۔ اللہ پاک حضرت کے علم وعمل میں بھی برکت عطاء فرمائے اور آپ کا سایہ ہمارے سر پر تادیر قائم ودائم رکھے۔

اللہ پاک احقر کی اس حقیر سی کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے میرے لیے، میرے والدین کے لیے اور میرے اساتذہ کرام کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے ۔آمین

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

سہیل احمد ڈار

خادم مکتبہ النور کرمشورہ بڈگام

۱۶ رجب المرجب ۱۴۴۳ھ بعد نماز فجر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اَمَّا بَعْدُ!

ذکر ایک عظیم عبادت ہے۔ ذکر تمام عبادتوں کا خلاصہ ہے کیونکہ تمام عبادات کا مقصد یہی ہے کہ بندہ ہر وقت اپنے رب کی یاد میں لگا رہے۔ ذکر کی فضیلت اور اہمیت کے لئے یہ بات کافی ہے کہ جو بندہ بھی اللہ رب العزت کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے خود اللہ رب العزت اسے یاد رکھتا ہے اور ملاء اعلیٰ میں اس کا ذکر کرتا ہے جیسا کہ صحیح احادیث میں اس کی تصریح آئی ہے۔ ذکر قرب الٰہی اور درجات عالیہ کے حصول کا سبب ہے اور اس سے ذاکر کے دل میں ہمیشہ اطمینان رہتا ہے۔ اب جب ذکر الٰہی کہ وجہ سے بندہ کو یہ انعامات نصیب ہوتے ہیں تو ہر مسلمان کو چاہیے کہ ہر وقت اپنی زبان کو اللہ پاک کے ذکر کے ساتھ تر رکھے

۔

یوں تو قرآن وحدیث میں بے شمار مواقع پر ذکر کی رغبت اور فضیلت بیان کی گئی ہے۔ البتہ اختصار کے طور پر یہاں چند قرآنی آیات اور چند احادیث مبارکہ پیش خدمت ہیں۔

﴿ذکر کی فضیلت کے متعلق چند آیات قرآنیہ﴾

[۱] فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ (البقرۃ:۱۵۲)

ترجمہ: پس مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد رکھوں گا۔ اور میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔

[۲] وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا

(الاحزاب:۳۵)

ترجمہ: اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کے لئے اللہ نے مغفرت اور شاندار اجر تیار کر رکھا ہے۔

۳ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد:۲۸)

ترجمہ: یاد رکھو صرف اللہ کا ذکر ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

۴ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (الجمعة:۱۰)

ترجمہ: اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو تا کہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔

۵ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ (العنکبوت:۴۵)

ترجمہ: اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔ جو کام تم کرتے ہو، اللہ اس سب کو جانتا ہے۔

۶ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا (الاحزاب:۴۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کو خوب کثرت سے یاد کیا کرو۔

نوٹ: ان آیات مبارکہ کا ترجمہ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتهم العالیہ کے 'آسان ترجمہ قرآن' سے لیا گیا۔

﴿ ذکر کی فضیلت کے متعلق چند احادیث مبارکہ ﴾

۱ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالَى اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِيْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِيْ فَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَاٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ ، وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا ، وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا ، وَاِنْ اَتَانِيْ يَمْشِيْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً۔

(صحیح البخاری۔ کتاب التوحید: رقم:۷۴۰۵، صحیح مسلم۔ کتاب الذکر والدعا: رقم:۲۶۷۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ میں بندے کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ پس اگر وہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر

وہ میرا مجمع میں ذکرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر (یعنی فرشتوں کے) مجمع میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ متوجہ ہوتا ہے تو میں دو ہاتھ ادھر متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

[۲] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَایَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِکَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّکِیْنَةُ وَذَکَرَهُمُ اللّٰہُ فِیْمَنْ عِنْدَہٗ۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الذکر والدعاء: رقم: ۶۸۵۵، جامع ترمذی۔ ابواب الدعوات: رقم: ۳۳۷۸، مشکوۃ المصابیح۔ کتاب الدعوات: رقم: ۲۲۶۱)

ترجمہ: جب بھی لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے بیٹھتے ہیں، فرشتے انہیں ڈھانپ لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانک لیتی ہے اور سکینہ ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنی مجلس میں فرماتے ہیں۔

[۳] حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُہٗ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ۔

(صحیح البخاری۔ کتاب الدعوات: رقم: ۶۴۰۷، مشکوۃ المصابیح۔ کتاب الدعوات: رقم: ۲۲۶۳)

ترجمہ: جو شخص اللہ پاک کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے کہ ذکر کرنے والا زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے۔

[۴] حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَاعَمِلَ آدَمِیٌّ عَمَلًا قَطُّ اَنْجٰی لَہٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ۔

(مسند احمد: رقم: ۲۲۱۳۲، المستدرک علی الصحیحین۔ کتاب الدعاء: رقم: ۱۸۲۵، معجم

الکبیر للطبرانی: رقم: ۱۷۱۰۹)

ترجمہ: اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کسی آدمی کا کوئی عمل عذاب قبر سے زیادہ نجات دینے والا نہیں ہے۔[1]

۵ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ

ترجمہ: ساتھ آدمی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے رحمت کے سایہ میں اس دن جگہ عطاء فرمائے گے جس دن اُس سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔(ان میں ایک شخص وہ بھی ہوگا) فرمایا **وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ**۔ جو اللہ کا ذکر تنہائی میں کرے اور آنسو بہنے لگیں۔

(صحیح البخاری۔ کتاب الزکوۃ: رقم: ۱۴۰۵، صحیح مسلم۔ کتاب الزکوۃ، رقم: ۲۳۸۰)

مذکورہ بالا آیات قرآنیہ اور احادیث شریفہ سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ ذکر کی بہت ہی فضیلت اور اہمیت ہے۔

یوں تو مسلمان کی زبان ہر وقت اللہ کے ذکر میں مشغول ہونی چاہیے البتہ کتب احادیث میں بہت ساری احادیث ایسی ملتی ہیں جن میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اذکار تعداد کے اعتبار سے بیان فرمائے ہیں اور کسی جگہ بعض اذکار کے لئے مختلف اوقات بھی بیان فرمائے ہیں۔ ان میں چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں

---

[1] امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے اور علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین۔ کتاب الدعاء: رقم: ۱۸۲۵)

❁ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو حسن کہا ہے (بلوغ المرام: رقم: ۱۵۴۵)

❁ امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

رواہ الطبرانی ورجالہ رجال الصحیح (مجمع الزوائد: رقم: ۱۶۷۴۵)

[۱] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، فِيْ يَوْمٍ مِئَةَ مَرَّةٍ، حُطَّتْ خَطَايَاهُ، وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔ (صحیح البخاری۔ کتاب الدعوات: رقم: ۲۱۵۸، صحیح مسلم۔ کتاب الذکر والدعاء: رقم: ۶۸۴۲)

ترجمہ: جس شخص نے ایک دن میں سو مرتبہ **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ** (پاک ہے اللہ تعریف کے ساتھ) کہا اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی ہوں۔

[۲] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

اَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِيْنَ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالُوْا: ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى، وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ، فَقَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ فَقَالُوْا: يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّيْ، وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ، وَيَتَصَدَّقُوْنَ وَلَا نَتَصَدَّقُ، وَيَعْتِقُوْنَ وَلَا نَعْتِقُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَفَلَا اُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تُدْرِكُوْنَ بِهٖ مَنْ سَبَقَكُمْ، وَتَسْبِقُوْنَ بِهٖ مَنْ بَعْدَكُمْ، وَلَا يَكُوْنُ اَحَدٌ اَفْضَلَ مِنْكُمْ اِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ؟ قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: تُسَبِّحُوْنَ وَتَحْمِدُوْنَ وَتُكَبِّرُوْنَ، دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ مَرَّةً

(صحیح مسلم۔ کتاب المساجد: رقم: ۱۳۴۷، ریاض الصالحین: رقم: ۵۷۳)

ترجمہ: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مرتبہ فقراء مہاجرین رضی اللہ عنہم جمع ہو کر حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ مالدار سارے بلند درجے لے اُڑے اور ہمیشہ کی رہنے والی نعمت انہیں کے حصے میں آ گئی۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں؟ انہوں نے عرض کیا: نماز روزہ میں تو یہ ہمارے شریک کہ ہم بھی کرتے ہیں یہ

بھی، اور مالدار ہونے کی وجہ سے یہ لوگ صدقہ کرتے ہیں، غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم ان چیزوں سے عاجز ہیں۔حضرت نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں کہ تم اس پر عمل کرکے ان لوگوں کو پکڑ لوگے جو تم سے آگے جاچکے ہے اور بعد والوں سے بھی آگے بڑھے رہوگے اور کوئی شخص تم سے اس وقت تک افضل نہ ہو مگر جو تم جیسے عمل نہ کرے۔فقراء مہاجرین رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ضرور بتادیجئے۔حضرت نبی اکرم ﷺ ان سے ارشاد فرمایا۔ہر نماز کے بعد **سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُلِلّٰهِ، اَللّٰهُ اَکْبَرْ** ۳۳/۳۳/۳۴ مرتبہ پڑھ لیا کرو۔

[۳] حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

مَرَّ بِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ یَوْمٍ، فَقُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّیْ قَدْ کَبِرْتُ وَضَعُفْتُ، اَوْ کَمَا قَالَتْ، فَمُرْنِیْ بِعَمَلٍ اَعْمَلُهُ وَاَنَا جَالِسَةٌ، قَالَ: سَبِّحِیْ اللّٰهَ مِائَةَ تَسْبِیْحَةٍ، فَاِنَّهَا تَعْدِلُ لَكِ مِائَةَ رَقَبَةٍ تُعْتِقِیْنَهَا مِنْ وَلَدِ اِسْمَاعِیْلَ، وَاحْمَدِی اللّٰهَ مِائَةَ تَحْمِیْدَةٍ، تَعْدِلُ لَكِ مِائَةَ فَرَسٍ مُسْرَجَةٍ مُلْجَمَةٍ تَحْمِلِیْنَ عَلَیْهَا فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ، وَکَبِّرِی اللّٰهَ مِائَةَ تَکْبِیْرَةٍ، فَاِنَّهَا تَعْدِلُ لَكِ مِائَةَ بَدَنَةٍ مُقَلَّدَةٍ مُتَقَبَّلَةٍ، وَهَلِّلِی اللّٰهَ مِائَةَ تَهْلِیْلَةٍ۔۔۔ تَمْلَأُ مَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ۔[1]

(مسند احمد: رقم: ۲۶۹۱۱، مجمع الزوائد: رقم: ۱۶۸۹۷)

ترجمہ: ایک مرتبہ حضرت نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں بوڑھی ہوگئی ہوں اور ضعیف ہوں، کوئی عمل ایسا بتادیجئے کہ بیٹھے بیٹھے کرتی رہا کروں۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا **سُبْحَانَ اللّٰهِ** سو مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب ایسا ہے گویا تم نے سو عرب غلام آزاد کئے، **اَلْحَمْدُلِلّٰهِ** سو مرتبہ پڑھا کرو اس

---

[1] امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو حسن کہا ہے (مجمع الزوائد: رقم: ۱۶۸۹۷)

کا ثواب ایسا ہے گویا تم نے سو گھوڑے مع سامان وغیرہ جہاد میں سواری کے لئے دیئے، **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** سو مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب ایسا ہے گویا تم نے سو اونٹ قربانی میں ذبح کئے اور وہ قبول ہو گئے اور **لا الہ الا اللّٰہ** سو مرتبہ پڑھا کرو، اس کا ثواب تو تمام آسمانوں اور زمین کے درمیان کو بھر دیتا ہے۔

④ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ وَحِيْنَ يُمْسِيْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ يَأْتِ اَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ اَوْ زَادَ عَلَيْهِ۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الذکر والدعاء: رقم: ۲۸۴۳، مسند احمد: رقم: ۸۸۳۵)

ترجمہ: جس شخص نے صبح اور شام کو **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ** سو سو مرتبہ پڑھا تو کوئی شخص قیامت کے دن اس سے افضل عمل لے کر نہیں آئے گا سوائے اس شخص کے جو اس کے برابر یا اس سے زیادہ پڑھے۔

اوپر نقل کردہ احادیث سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ شریعت میں بعض اذکار گنتی کے ساتھ بھی مطلوب ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ تعداد کس طرح پوری کی جا سکتی ہے۔ اس کے لئے شریعت نے مختلف طریقے بتلائے ہیں۔ جیسے کہ ۱۔ ہاتھ کی انگلیوں سے ۲۔ کنکریوں، کھجور یا کسی اور چیز کی گٹھلیوں سے یا اسی طرح دانے دار تسبیح کے ذریعہ سے۔ اب ہر شخص کو ان میں سے جونسا طریقہ آسان لگے وہ اس طرح اذکار کی تعداد پوری کر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ سب چیزیں معاون ہیں اصل مقصد اللہ کا ذکر ہے۔ ان سے اذکار کی متعینہ تعداد پورا کرنے میں سہولت ہوتی ہے۔

﴿ہاتھ کی انگلیوں پر اذکار گننے کا ثبوت﴾

[۱] حضرت یسیرہ رضی اللہ عنہا جو مہاجرات رضی اللہ عنہن (ہجرت کرنے والیوں میں سے) تھی وہ فرماتی ہے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے ہم سب سے ارشاد فرمایا۔ **عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيْحِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالتَّقْدِيْسِ وَاعْقُدْنَ بِالْاَنَامِلِ فَاِنَّهُنَّ مَسْؤُلَاتٌ مُسْتَنْطَقَاتٌ۔** [1]

(جامع ترمذی۔ ابواب الدعوات: رقم: ۳۵۸۳، المستدرک علی الصحیحین۔ کتاب الدعاء والتکبیر: رقم: ۲۰۰۷، صحیح ابن حبان: رقم: ۸۴۲)

ترجمہ: تسبیح (**سبحان اللّٰہ**) تہلیل (**لا الہ الا اللّٰہ**) اور تقدیس (**سبحان الملک القدوس** 'یا' **سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح**) کو اپنے اوپر لازم کرلو اور ان کو انگلیوں پر گنا کرو۔ کیونکہ ان سے (قیامت کے دن) سوال کیا جائے گا اور ان کو بلوایا جائے گا۔

[۲] حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **خَلَّتَانِ لَا يُحْصِيْهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ، اَلَا وَهُمَا يَسِيْرٌ، وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيْلٌ: يُسَبِّحُ اللّٰهَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا، وَيَحْمَدُهُ عَشْرًا، وَيُكَبِّرُهُ عَشْرًا، قَالَ: فَاَنَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَعْقِدُهَا بِيَدِهٖ۔** [2]

(جامع ترمذی۔ ابواب الدعوات: رقم: ۳۴۱۰)

ترجمہ: دو خصلتیں ایسی ہیں اگر کوئی مسلمان انہیں اختیار کرلے تو وہ جنت میں داخل ہوگا، دھیان سے سن لو، دونوں آسان ہے لیکن اس پر عمل کرنے والے کم ہیں۔ ہر نماز کے

---

[1] امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو حسن کہا ہے (کتاب الاذکار: ۵۳)

[2] امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے (جامع ترمذی۔ ابواب الدعوات: رقم: ۳۴۱۰)

بعد ۱۰ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ، ۱۰ مرتبہ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ اور ۱۰ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلیوں پر گنا کرتے تھے۔

[۳] حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

رَاَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَعْقِدُ التَّسْبِیْحِ بِیَدِہٖ۔[1]

(جامع ترمذی۔ابواب الدعوات: رقم: ۳۴۸۶)

ترجمہ: میں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی انگلیوں پر تسبیح گنتے ہوئے دیکھا۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اذکار کو گننے کے لئے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کا استعمال کرنا چاہیں۔

﴿کنکریوں، گٹھلیوں اور تسبیح وغیرہ پر اذکار گننے کا ثبوت﴾

کتب احادیث میں بہت ساری احادیث ایسی بھی ملتی ہیں (جن میں بعض صحیح، بعض حسن اور بعض ضعیف درجہ کی روایات ہیں)۔ جن سے یہ بات بخوبی معلوم ہوتی ہے کہ اذکار کو گننے کے لئے کنکریوں، گٹھلیوں اور تسبیح وغیرہ کا استعمال کرنا بالکل جائز ہے۔ چوں کہ اس رسالہ میں اختصار مطلوب ہے اس لئے ذیل میں چند احادیث ہی پیش خدمت ہیں۔

روایت نمبر [۱] حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

اَنَّہٗ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَی اِمْرَأَۃٍ وَبَیْنَ یَدَیْھَا نَوًی اَوْ حَصًی تُسَبِّحُ بِہٖ فَقَالَ: اُخْبِرُکِ بِمَا ھُوَ اَیْسَرُ عَلَیْکِ مِنْ ھٰذَا اَوْ اَفْضَلُ. فَقَالَ: سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی السَّمَاءِ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی الْاَرْضِ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا

---

[1] امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو حسن کہا ہے (جامع ترمذی۔ابواب الدعوات: رقم: ۳۴۸۶)

خَلَقَ بَیْنَ ذَالِکَ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَاھُوَ خَالِقٌ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ مِثْلُ ذَالِکَ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ مِثْلُ ذَالِکَ. وَلَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مِثْلُ ذَالِکَ. وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ مِثْلُ ذَالِکَ.

(جامع ترمذی۔ کتاب الدعوات: رقم:۳۵۶۸، المستدرک علی الصحیحین۔ کتاب الدعا: رقم:۲۰۰۹، صحیح ابن حبان۔ کتاب الرقاق: رقم:۸۳۷)

ترجمہ: میں حضرت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک عورت کے پاس گئے۔ اس کے سامنے گھٹلیاں یا کنکریاں تھیں جن کے ذریعے وہ تسبیح کر رہی تھی۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: میں تمہیں اس سے افضل یا آسان چیز بتاتا ہوں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی السَّمَاءِ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی الْاَرْضِ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ بَیْنَ ذَالِکَ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَاھُوَ خَالِقٌ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ (یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے آسمان اور زمین کی مخلوقات کے برابر پاکی ہے۔ پھر جو کچھ ان کے درمیان ہے اور جس چیز کو وہ قیامت کے دن تک پیدا کرے گا اور اللہ بہت بڑا ہے۔ اسی طرح اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، ایسے ہی لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ، ایسے ہی لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔[1]

۞ سند کی تحقیق

① عبداللہ بن محمد بن سلم رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو حسن غریب کہا ہے (جامع ترمذی: رقم:۳۵۶۸)
۞ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے (المستدرک علی الصحیحین۔ کتاب الدعا: رقم:۲۰۰۹)
۞ امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ضیاء المقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے (توضیح الاحکام: ۱/۴۷۵)
۞ شیخ شعیب الارنؤوط رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے (صحیح ابن حبان۔ کتاب الرقاق: تحت الرقم:۸۳۷)
۞ فرقہ اہل حدیث کے شیخ محب اللہ راشدی صاحب، حافظ زبیر علی زئی صاحب نے اس روایت کو صحیح اور شیخ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری صاحب نے حسن کہا ہے۔ (فتاوی راشدیہ: ۱/۲۹۸، توضیح الاحکام: ۱/۴۷۵، السنۃ: شمارہ نمبر ۳۴: صفحہ نمبر:۲۶)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

اَلْاِمَامُ اَلْمُحَدِّثُ اَلْعَابِدُ الثِّقَةُ (سیر اعلام النبلاء: ۱۱/۱۸۹)

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **ثقة** (سیر اعلام النبلاء: ۱۱/۱۸۹)

۲ حرملة بن يحيى رحمۃ اللہ علیہ

آپ صحیح مسلم کے راوی ہیں

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ثقات میں ذکر کیا ہیں (کتاب الثقات: ۵/۲۹)

امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **ثقة** (تہذیب التہذیب: ۱/۱۵۲)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **الحافظ** [1] (تذکرۃ الحفاظ: ۲/۵۵)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **صدوق** (تقریب التہذیب: ۹۲)

۳ عبدالله بن وهب رحمۃ اللہ علیہ

امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ **ثقة** (تذکرۃ الحفاظ: ۱/۲۲۲)

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **ثقة** (تذکرۃ الحفاظ: ۱/۲۲۲)

امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **ثقة** (تہذیب التہذیب: ۵/۴۷)

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **صَدُوْقٌ صَالِحُ الْحَدِيْثِ** (سیر اعلام النبلاء: ۸/۱۳)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **ثقة** (تقریب التہذیب: ۹۲)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **اَلْاِمَامُ شَيْخُ الْاِسْلَامِ، اَلْحَافِظُ** (سیر اعلام النبلاء: ۸/۱۲)

---

[1] محدثین کرام رحمہم اللہ علیہم جب کسی راوی کے متعلق 'حافظ' کا لفظ استعمال کرتے ہیں وہ اس کی تعدیل کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ دیکھیں: (مقدمہ ابن صلاح: ۱۲۲)

ﷺ فرقہ اہل حدیث کے شیخ کفایت اللہ سنابلی صاحب لکھتے ہیں۔'امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ کا درجہ ثقہ سے بڑھ کر بتلایا ہے' الموقظة للذهبي: ۵۵' (انوار البدر: ۶۸)

④ **عمرو بن حارث** رحمۃ اللہ علیہ

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **احفظ الناس** (تذکرۃ الحفاظ: ۱/۱۳۸)

امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **ثقة** (تہذیب التہذیب: ۱۰/۷)

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **ثقة** (تہذیب التہذیب: ۱۰/۷)

امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **ثقة** (تہذیب التہذیب: ۱۰/۷)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **ثقة** (تقریب التہذیب: ۳۵۷)

⑤ **سعید بن ہلال** رحمۃ اللہ علیہ

آپ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے راوی ہیں

امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ **ثقة** (تہذیب التہذیب: ۳/۲۱)

امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **ثقة** (تہذیب التہذیب: ۳/۲۱)

امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **ثقة** (تہذیب التہذیب: ۳/۲۱)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **ثقة** (تہذیب التہذیب: ۳/۲۱)

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **ثقة** (تہذیب التہذیب: ۳/۲۱)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **ثقة** (میزان الاعتدال: ۴/۱۰۸)

⑥ **عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص** رحمۃ اللہ علیہا

امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ **ثقة** (تہذیب التہذیب: ۱۱/۲۵۷)

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ثقات میں ذکر کیا ہیں (کتاب الثقات: ۴/۹۰)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **ثقة** (تقریب التہذیب: ۲۶۷)

⑦ **حضرت سعد بن ابی وقاص** رضی اللہ عنہ

جلیل القدر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (تقریب التہذیب: ۱۷۲)

معلوم ہوا اس روایت کی سند صحیح ہے

فائدہ: اس صحیح روایت سے پتہ چلا کہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے اس عورت کو ذکر کرنے کے لئے گٹھلیاں اور کنکریاں استعمال کرنے پر منع نہیں فرمایا۔ جو کہ اس کے جائز ہونے کی واضح دلیل ہے اور اس قسم کی روایات اصول حدیث میں تقریری احادیث کہلاتی ہیں کما لا یخفی

چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۵۲ھ) فرماتے ہیں۔

اَنَّ الْحَدِیْثَ فِیْ اِصْطِلَاحِ جَمْهُوْرِ الْمُحَدِّثِیْنَ یُطْلَقُ عَلٰی قَوْلِ النَّبِیِّ ﷺ وَفِعْلِهٖ وَتَقْرِیْرِهٖ وَمَعْنَی التَّقْرِیْرِ اَنَّهٗ فَعَلَ اَحَدٌ اَوْ قَالَ شَیْئًا فِیْ حَضْرَتِهٖ ﷺ وَلَمْ یُنْکِرْهُ وَلَمْ یَمْنَعْهُ عَنْ ذٰلِکَ، بَلْ سَکَتَ وَقَرَّرَ۔

ترجمہ: جمہور محدثین کی اصطلاح میں حدیث کا اطلاق حضرت نبی اکرم ﷺ کے قول و فعل اور تقریر پر ہوتا ہے۔ تقریر کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی نے آپ ﷺ کی موجودگی میں کوئی کام کیا یا کوئی بات کہی آپ ﷺ نے اس پر نہ تو نکیر فرمائی اور نہ ہی اس سے روکا بلکہ خاموشی اختیار کی اور اس کو ثابت فرمایا۔

(المقدمة للشیخ عبد الحق بن سیف الدین المحدث الدهلوی رحمۃ اللہ علیہ : ۱)

اس روایت کے متعلق علماء کرام کے اقوال ملاحظہ فرمائیں۔

❁ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۱۴ھ) اس روایت کے تحت لکھتے ہیں۔

وَهَذَا اَصْلٌ صَحِیْحٌ لِتَجْوِیْزِ السُّبْحَةِ بِتَقْرِیْرِهٖ ﷺ فَاِنَّهٗ فِي مَعْنَاهَا، اِذْ لَا فَرْقَ بَیْنَ الْمَنْظُوْمَةِ وَالْمَنْثُوْرَةِ فِیْمَا یُعَدُّ بِهٖ، وَلَا یُعْتَدُّ بِقَوْلِ مَنْ عَدَّهَا بِدْعَةً، وَقَدْ قَالَ الْمَشَایِخُ: اَنَّهَا سَوْطُ الشَّیْطَانِ، وَرُوِيَ اَنَّهٗ رُئِيَ مَعَ الْجُنَیْدِ سُبْحَةٌ فِي یَدِهٖ حَالَ انْتِهَائِهٖ، فَسُئِلَ عَنْهُ فَقَالَ: شَيْءٌ وَصَلْنَا بِهٖ اِلَی اللّٰهِ کَیْفَ نَتْرُکُهٗ؟

(مرقاۃ المفاتیح: ۵/۲۲۱)

ترجمہ: یہ حدیث صحیح دلیل ہے تسبیح کے جواز کی اس لئے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گٹھلیوں یا کنکریوں پر گنتے ہوئے دیکھا اور اس پر انکار نہیں فرمایا۔ کھلے دانے یا پروئے ہوئے میں کوئی فرق نہیں ہیں اس لئے جو لوگ اس کو بدعت کہتے ہیں ان کا قول قابل اعتماد نہیں ہے۔ حضرات صوفیا کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ یہ تسبیح شیطان کا کوڑا ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں کسی نے اس وقت تسبیح دیکھی جب وہ منتہائے کمال کو پہنچے تھے۔ اس سے اس کے بارے میں سوال کیا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس چیز کے ذریعہ ہم اللہ تعالیٰ تک پہنچے اس کو کیسے چھوڑ دیں۔

❁ علامہ محمد محمود خطاب السُّبکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۵۲ھ) اس روایت کے تحت لکھتے ہیں۔

وفيه دلالة على جواز عدّ التسبيح بالنوى او الحصى فانه صلی اللہ علیہ وسلم لم ينه المرأة عن ذالک بل ارشد ها الى ما هو ايسر لها و افضل ولو كان غير جائز لبين لها ذالک ۔ (المنهل العذب المورود شرح سنن ابی داؤد: ۸/۱۶۴)

ترجمہ: تسبیح کو گٹھلیوں اور کنکریوں پر شمار کرنے کے جواز کی اس روایت میں دلیل ہے۔ اس لئے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو اس سے منع نہیں فرمایا بلکہ آسانی کی طرف رہنمائی فرمائی اور اگر یہ جائز نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ضرور منع فرماتے۔

❁ فرقہ اہل حدیث کے مشہور عالم مولانا شمس الحق عظیم آبادی صاحب (المتوفی ۱۳۲۹ھ) اس روایت کے تحت لکھتے ہیں۔

وَهٰذَا اَصْلٌ صَحِيْحٌ لِتَجْوِيْزِ السُّبْحَةِ بِتَقْرِيْرِهٖ فَاِنَّهٗ فِيْ مَعْنَاهَا اِذْ لَا فَرْقَ بَيْنَ الْمَنْظُوْمَةِ وَالْمَنْثُوْرَةِ فِيْمَا بعد بِهٖ وَلَا يُعْتَدُّ بِقَوْلِ مَنْ عَدَّهَا بِدْعَةً۔

(عون المعبود: ۴/۲۵۷)

ترجمہ: حضرت نبی اکرم ﷺ کا گٹھلیوں پر نکیر نہ فرمانا تسبیح کے جائز ہونے کی صحیح اصل ہے کیونکہ تسبیح بھی گٹھلیوں کے ہم معنی ہے کیونکہ شمار کرنے کے لئے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ گٹھلیاں پروئی ہوئی ہوں یا بغیر پروئی ہوئی ہوں۔ اور جو لوگ اس کو بدعت شمار کرتے ہیں ان کا قول لائق اعتبار نہیں۔

نوٹ: شیخ البانی صاحب (المتوفی ۱۴۲۰ھ) **کے اس روایت پر مشہور اعتراضات کے جوابات۔**

اعتراض نمبر ۱: اس روایت کی سند میں خزیمہ راوی غیر معروف ہے؟

جواب شیخ البانی صاحب کا اس روایت پر ضعف کا حکم لگانا اور اس کی وجہ یہ بیان کرنا کہ اس روایت کی سند میں خزیمہ مجہول راوی موجود ہے صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ مستدرک حاکم اور صحیح ابن حبان کی سند میں خزیمہ راوی موجود ہے ہی نہیں۔

۞ مستدرک حاکم کی سند:

حدثناه إسماعيل بن أحمد الجرجاني ثنا محمد بن الحسن بن قتيبة العسقلاني ثنا حرملة بن يحيى أنبأ ابن وهب أخبرني عمرو بن الحارث : أن سعيد بن أبي هلال حدثه عن عائشة بنت سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه عن أبيها

(المستدرک علی الصحیحین: کتاب الدعاء: رقم: ۲۰۰۹)

۞ صحیح ابن حبان کی سند:

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ أَبِي هِلَالٍ حَدَّثَهُ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهَا (صحیح ابن حبان۔ کتاب الرقائق: تحت الرقم: ۸۳۷)

یہی بات فرقہ اہل حدیث کے نامور علماء کرام نے بیان کی ہے۔

چنانچہ فرقہ اہل حدیث کے مشہور عالم شیخ محب اللہ شاہ راشدی صاحب [1] فرماتے ہیں۔
آپ فرماتے ہیں 'اس حدیث کو لے کر علامہ البانیؒ نے علتیں پیش کی ہیں ایک تو اس کی سند میں خزیمہ راوی غیر معروف ہے اس کے متعلق اولاً یہ گذارش ہے کہ مستدرک حاکم میں سعید بن ابی ہلال اور عائشہ بنت سعد کے درمیان خزیمہ کا واسطہ نہیں۔ (دیکھئے مستدرک الحاکم : ج ۱ ص ۵۴۸)۔ جبکہ حاکم کی روایت میں غیر معروف راوی ہے ہی نہیں تو پھر حاکم کا اس کا صحیح کہنا اور حافظ ذہبی کی موافقت بالکل صحیح ہے علامہ صاحب کا اس پر اعتراض کرنا بالکل بے جا ہے۔ ملحوظ۔۔۔ سعید بن ابی ہلال مدلس بھی نہیں ہیں کہ کہا جائے کہ حاکم کی روایت میں اس نے تدلیس کی ہے اور خزیمہ کا واسطہ گرایا ہے مطلب یہ راوی ثقہ ہے مدلس بھی نہیں ہے۔ عائشہ بنت سعد سے اس کا سماع ممکن ہے لہذا یہ روایت صحیح ہے'۔

(فتاویٰ راشدیہ : ۱/۲۹۸)

۞ فرقہ اہل حدیث کے دوسرے مشہور عالم شیخ امین اللہ پشاوری صاحب فرماتے

---

[1] آپ کا شمار فرقہ اہل حدیث کے چوٹی کے علماء میں ہوتا ہے۔

۞ فرقہ اہل حدیث کے مشہور عالم مولانا ارشاد الحق اثری صاحب آپ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

'محب اللہ شاہ راشدی صاحب وہ ہستی ہیں کہ جن کے تذکرے کے بغیر تاریخ سندھ نامکمل ہے، آپ علم وفضل، ورع وتقویٰ تحمل وبردباری کا پہاڑ تھے۔ آپ کی زندگی بلاریب سلف نمونہ تھی (مقالات راشدیہ : ۱/۲۱)

۞ حافظ زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں۔

'اگر مجھے رکن ومقام کے درمیان کھڑا کر کے قسم دی جائے تو یہی کہوں گا کہ میں نے شیخنا سید محب اللہ شاہ سے زیادہ نیک، زاہد اور افضل۔۔۔ انسان کوئی نہیں دیکھا' (مقالات : ۱/۵۰۵)

۞ فرقہ اہل حدیث کے مشہور مورخ مولانا اسحاق بھٹی صاحب لکھتے ہیں۔

حضرت پیر سید محب اللہ شاہ صاحب علم وفضل کے اعتبار سے بڑے جامع الکمالات تھے۔ تمام علوم اسلامیہ پر ان کی مکمل دسترس تھی۔ علوم حدیث سے قلبی لگاؤ تھا۔ (مقالات راشدیہ : ۱/۲۱)

ہیں۔ شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے کیونکہ اس میں خزیمہ مجہول ہے۔ (مگر) میں کہتا ہوں کہ مستدرک کی حدیث میں خزیمہ نہیں ہے۔ (الدین الخالص: ۱/۱۶۷)

لہٰذا اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ شیخ البانی صاحب کا اس روایت پر ضعف کا حکم لگانا اور اس کی وجہ یہ بیان کرنا کہ اس روایت کی سند میں خزیمہ مجہول راوی موجود ہے صحیح نہیں ہے ۔کیونکہ مستدرک حاکم اور صحیح ابن حبان کی سند میں خزیمہ راوی موجود ہے ہی نہیں۔

پھر بھی اگر کوئی صاحب یہ کہے کہ ابوداؤد شریف کی روایت کی سند میں خزیمہ نامی راوی موجود ہیں۔تو اس کا جواب ہم فرقہ اہل حدیث کے مشہور محقق عالم حافظ زبیر علی زئی صاحب کی کتاب سے پیش کرتے ہیں۔

آپ لکھتے ہیں:

'خزیمہ مذکورہ کی توثیق ابن حبان، ترمذی، ذہبی اور ضیاء المقدسی نے کر رکھی ہے لہٰذا حافظ ابن حجر کا اسے (لایعرف) کہنا صحیح نہیں ہے۔اس روایت کے بہت سے شواہد ہیں (مثلاً دیکھئے المنحۃ فی السبحۃ للسیوطی والحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۶-۷) شیخ البانیؒ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا حالانکہ یہ روایت حسن لذاتہ ہے اور شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

(فتاوی علمیہ: ۱/۴۷۵)

فرقہ اہل حدیث کے شیخ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری صاحب خزیمہ کے بارے فرماتے ہیں: خزیمہ حسن الحدیث ہے۔ (السنۃ: شمارہ نمبر ۳۴: صفحہ نمبر: ۲۶)

لہٰذا اگر یہ بات تسلیم بھی کی جائے کہ اس روایت کی سند میں خزیمہ نامی راوی موجود ہے تب بھی یہ روایت صحیح ہے۔کیونکہ فرقہ اہل حدیث کے نامور علماء کرام کے نزدیک خزیمہ حسن الحدیث ہے۔

اعتراض نمبر ۲: شیخ البانی صاحب لکھتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں دوسرا راوی سعید بن ابی

ہلال مختلط تھے۔

جواب اس اعتراض کا جواب ہم شیخ محب اللہ شاہ راشدی صاحب کی کتاب سے پیش کرتے ہیں۔

شیخ محب اللہ شاہ راشدی صاحب شیخ البانی صاحب کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

'یہ بات علامہ صاحب نے عجیب لکھی ہے سعید بن ابی ہلال ثقہ ہے اور جماعت نے ان سے حجت لی ہے۔ بخاری، مسلم وجمیع صحاح ستہ وغیرہا کے مصنفین نے ان سے احتجاج کیا ہے۔ ایسے راوی کے نام ساجی کی حکایت نقل کر کے اس کی تضعیف کا اظہار انتہائی تحکم وتصرف ہے سب کو پتہ ہے کہ امام بخاری جس راوی سے حجت لیں، یعنی اس راوی کی روایت کو اصولاً واحتجاجاً نہ کہ تبعاً واشتہاداً ذکر کریں وہ راوی بالکل ثقہ ہوتا ہے اور سعید بن ابی ہلال بھی ایسے راویوں میں سے ہے۔ لہٰذا علامہ صاحب کا یہ قول (کہ سعید بن ابی ہلال مختلط تھے) ساقط ہے۔ (فتاوی راشدیہ: ۱/ ۲۹۹)

حافظ زبیر علی زئی صاحب فرماتے ہیں: 'سعید (بن ابی ہلال) پر اختلاط کا الزام مردود ہے' (فتاوی علمیہ: ۱/ ۴۷۵)

حافظ زبیر علی زئی صاحب کا اس روایت کے متعلق آخری فیصلہ:

'بعض جدید محققین کا اسے (یعنی اس روایت کو) ضعیف کہنا غلط ہے۔ اس حسن لذاتہٖ روایت کے بہت سے شواہد ہے'۔ (فتاوی علمیہ: ۱/ ۴۷۵)

لہٰذا اس تمام تفصیل کے بعد یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مذکورہ روایت بالکل صحیح ہے اور اس روایت سے دانے دار تسبیح کے جواز پر استدلال کرنا بالکل صحیح ہے۔

روایت نمبر [٣] حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَبَيْنَ يَدَيَّ اَرْبَعَةُ آلَافِ نَوَاةٍ أُسَبِّحُ بِهِنَّ، فَقَالَ: يَا بِنْتَ حُيَيٍّ مَاهَذَا؟ قُلْتُ: أُسَبِّحُ بِهِنَّ، قَالَ: قَدْ سَبَّحْتُ مُنْذُ قُمْتُ عَلَى رَأْسِكِ اَكْثَرَ مِنْ هَذَا۔ قُلْتُ: عَلِّمْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: قُوْلِيْ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ مِنْ شَيْءٍ۔ (المستدرک علی الصحیحین۔ کتاب الدعاء، رقم: ٢٠٠٨)[1]

ترجمہ: میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، اس وقت میرے سامنے چار ہزار گٹھلیاں رکھی ہوئی تھی اور میں اُن پر تسبیح پڑھ رہی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا! اے حیی کی بیٹی! یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: میں ان پر تسبیح پڑھ رہی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں جب سے تیرے پاس کھڑا ہوں، اس سے زیادہ تسبیحات پڑھ چکا ہوں۔ میں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ مجھے سکھا دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ پڑھا کرو۔ **سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ مِنْ شَيْءٍ۔**

مذکورہ بالا روایات سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہیں کہ اذکار وغیرہ کو گننے کے لئے گٹھلیوں ،کنکریوں اور دانے دار تسبیح وغیرہ کا استعمال کرنا بالکل جائز ہے۔ کیونکہ اگر ان کا استعمال ناجائز ہوتا تو حضرت نبی اکرم ﷺ اس عورت کو اس عمل سے ضرور منع فرماتے جو کہ اس کے جائز ہونے کی صاف دلیل ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ اب جو لوگ اذکار وغیرہ کو گننے کے لئے گٹھلیوں، کنکریوں اور دانے دار تسبیح وغیرہ کے استعمال کو ناجائز اور بدعت تصور کرتے ہیں ان کا نظریہ بالکل غلط ہے۔

---

[1] امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین۔ کتاب الدعاء، رقم: ٢٠٠٨، المنحۃ فی السبحۃ للسیوطی: ١٧)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو حسن کہا ہے (نتائج الافکار: ١/ ٨١)

﴿ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثبوت ﴾

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ جس طرح اللہ پاک نے ساری مخلوق میں سے جناب نبی اکرم ﷺ کا انتخاب کیا، اسی طرح اللہ پاک نے ساری مخلوق میں سے آپ ﷺ کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انتخاب کیا۔[1] صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین امت کا وہ عظیم طبقہ ہے جن کی تربیت خود امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے کی۔ یہ طبقہ جناب نبی اکرم ﷺ کے براہ راست شاگرد ہیں۔ یہی اس دین کو سب سے پہلے لینے والے اور آگے پہنچانے والے ہیں۔ سارا دین انہی کے توسط سے امت تک پہنچا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت نبی اکرم ﷺ کی کامل اتباع کرنے والوں میں سے تھے جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ ان کا ہر ایک عمل حضرت نبی اکرم ﷺ کے طریقہ کے عین مطابق ہوتا تھا۔ اگر اذکار وغیرہ کو گننے کے لئے گٹھلیوں، کنکریوں اور دانے دار تسبیح وغیرہ کا استعمال ناجائز اور غلط ہوتا تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہرگز ان کا استعمال نہ کرتے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اذکار وغیرہ کو گننے کے لئے گٹھلیوں، کنکریوں وغیرہ کا استعمال کرنا اس کے جائز ہونے کی صاف اور واضح دلیل ہے۔

اب ہم ذیل میں چند روایات پیش کرتے ہیں جن سے یہ بات بخوبی معلوم ہوتی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اذکار وغیرہ کو گننے کے لئے گٹھلیوں، کنکریوں وغیرہ کا استعمال کیا کرتے ہیں۔

[ا] حضرت قاسم بن عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

كَانَ لِاَبِي الدَّرْدَاءِ نَوَى مِنْ نَوَى الْعَجْوَةِ حُسِبَتْ عَشْرًا اَوْ نَحْوَهَا فِي كِيْسٍ

---

[1] (المستدرک علی الصحیحین۔ کتاب معرفۃ الصحابۃ: رقم: ۲۲۵۶)

قال الحاکم رحمۃ اللہ علیہ والذہبی رحمۃ اللہ علیہ صحیح

وَكَانَ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ أَقْعَى عَلَى فِرَاشِهِ، فَأَخَذَ الْكِيسَ فَأَخْرَجَهُنَّ وَاحِدَةً وَاحِدَةً يُسَبِّحُ بِهِنَّ فَإِذَا نَفِدْنَ أَعَادَهُنَّ وَاحِدَةً وَاحِدَةً، كُلُّ ذَالِكَ يُسَبِّحُ بِهِنَّ۔ [1]

(الزھد لاحمد بن حنبل: رقم: ۷۵۸، نیل الاوطار: ۱/۳۷۸)

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس عجوہ کی گٹھلیاں تھیں میرا خیال ہے کہ وہ دس تھیں ایک تھیلی میں اور وہ جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تو اپنے فرش پر بیٹھ جاتے اور اس تھیلی میں سے ایک ایک نکالتے اور تسبیح کہتے جاتے جب ساری نکال لیتے تو پھر ایک ایک واپس اس میں ڈالتے جاتے اور تسبیح کہتے جاتے۔

[۲] حضرت ام یونس رحمۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں:

رَأَيْتُ أَبَاصفيةَ رَجُلا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَتْ كَانَ جار نا فكَانَ إِذَا اصبح يُسَبِّحُ بالحصى والنوى۔

(طبقات ابن سعد: ۸/۴۷، الزھد بحوالہ وصول التہانی: ۷۰) [2]

ترجمہ: میں نے حضرت ابوصفیہ رضی اللہ عنہ جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے کو دیکھا کہ وہ ہمارا ہمسایہ تھا جب صبح ہوئی وہ کنکریوں اور گٹھلیوں پر تسبیح پڑھ رہے تھے۔

[۳] حضرت زاذان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

أَخَذْتُ مِنْ أُمِّ يَعْفُوْرَ تَسَابِيْحَ لَهَا ،فَلَمَّا أَتَيْتُ عَلِيًّا عَلَّمَنِيْ ،قَالَ :يَا أَبَا عُمَرَ أُرْدُدْ عَلَى أُمِّ يَعْفُوْرَ تَسَابِيْحَ۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ: رقم: ۷۷۴۴) [3]

---

[1] شیخ محمد سعید ممدوح نے اس روایت کو صحیح اور شیخ محمد رزق نے حسن کہا ہے۔
(وصول التہانی: ۴۲، المنحۃ فی السبحۃ بتحقیق شیخ محمد رزق: ۴۲)

[2] شیخ محمد سعید ممدوح نے اس روایت کو صحیح ہے۔ (وصول التہانی: ۷۰)

[3] شیخ محمد رزق نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ (المنحۃ فی السبحۃ بتحقیق شیخ محمد رزق: ۴۳)

ترجمہ: میں ام یعفور سے تسبیح اٹھا کر لایا جب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابوعمر! ام یعفور کی تسبیح اسے لوٹا دو۔

۴ حضرت نضرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ طفاوہ کے ایک شیخ نے مجھ سے یہ بیان کیا کہ۔

تَثَوَّيْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلَمْ اَرَ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ اَشَدَّ تَشْمِيْرًا، وَلَا اَقْوَمَ عَلَى ضَيْفٍ مِنْهُ، فَبَيْنَمَا اَنَا عِنْدَهُ يَوْمًا، وَهُوَ عَلَى سَرِيْرٍ لَهُ، وَمَعَهُ كِيْسٌ فِيْهِ حَصًى اَوْ نَوًى، وَاَسْفَلَ مِنْهُ جَارِيَةٌ لَهُ سَوْدَاءُ وَهُوَ يُسَبِّحُ بِهَا، حَتَّى اِذَا اَنْفَدَ مَا فِي الْكِيْسِ اَلْقَاهُ اِلَيْهَا، فَجَمَعَتْهُ فَاَعَادَتْهُ فِي الْكِيْسِ، فَدَفَعَتْهُ اِلَيْهِ۔ (سنن ابی داؤد۔ کتاب النکاح: رقم: ۲۱۷۵، مسند احمد: رقم: ۱۰۹۷۷)[1]

ترجمہ: میں مدینے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا مہمان ہوا۔ وہ اصحاب نبی ﷺ میں سب سے بڑھ کر عبادت میں مستعد اور مہمان نواز تھے۔ ایک دن میں ان کے پاس تھا جب وہ اپنے تخت پر بیٹھتے تھے اور ان کے پاس ایک تھیلی تھی اس میں کنکریاں تھیں یا گٹھلیاں۔ تخت سے نیچے ان کی لونڈی بیٹھتی تھی سیاہ رنگ کی۔ آپ رضی اللہ عنہ ان کنکریوں یا گٹھلیوں پر تسبیح پڑھ رہے تھے۔ جب وہ ختم ہوجاتی تو وہ اسے اس کی طرف پھینک دیتے اور وہ انہیں اکھٹی کر کے پھر سے تھیلی میں بھر کر ان کو دے دیتی۔

۵ حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَنَّهُ كَانَ لَهُ خَيْطٌ فِيْهَا اَلْفَا عقدة لَا يَنَام حَتَّى يُسَبِّحُ بِهٖ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دھاگہ تھا جس میں ہزار گرہیں تھیں وہ اس پر تسبیح پڑھ کر ہی سوجاتے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ: ۱/۳۰) وسندہ حسن

---

[1] قال شیخ شعیب الأرنؤوط رحمہ اللہ: إسنادہ ضعیف لجھالۃ الطفاوي وباقي رجالہ ثقات رجال الشیخین ولبعض قطع ھذا الحدیث طرق وشواھد تقویہ (مسند احمد: تحت الرقم: ۱۰۹۷۷)

[٦] حضرت حکیم دیلمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَنَّ سَعْدًا کَانَ یُسَبِّحُ بِالْحَصٰی۔ (طبقات ابن سعد: ۲/۱۴۳)

ترجمہ: حضرت سعد رضی اللہ عنہ کنکریوں کے ساتھ تسبیحات کرتے تھے۔

[٧] حضرت عبید اللہ بن اخنس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حَدَّثَنِي مَوْلًى لِأَبِيْ سَعِيْدٍ ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ : أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُ ثَلَاثَ حَصَيَاتٍ فَيَضَعُهُنَّ عَلٰى فَخِذِهٖ فَيُسَبِّحُ وَيَضَعُ وَاحِدَةً ، ثُمَّ يُسَبِّحُ وَيَضَعُ أُخْرٰى ، ثُمَّ يُسَبِّحُ وَيَضَعُ أُخْرٰى ، ثُمَّ يَرْفَعُهُنَّ وَيَصْنَعُ مِثْلَ ذٰلِكَ ، وَقَالَ : لَا تُسَبِّحُوْا بِالتَّسْبِيْحِ صَفِيْرًا.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: رقم: ۷۷۴۴)

ترجمہ: کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے غلام نے ان کے متعلق مجھے خبر دی کہ آپ رضی اللہ عنہ کا معمول یہ تھا کہ وہ تین کنکریاں لیتے اور انہیں اپنی ایک ران پر رکھتے۔ پھر ایک مرتبہ تسبیح اور ایک کنکری اٹھاتے، پھر تسبیح کہتے اور دوسری کنکری اٹھاتے، پھر تسبیح کہتے اور تیسری کنکری بھی اٹھا لیتے، پھر سب کنکریوں کو واپس رکھ کر یہی عمل دہرایا کرتے تھے۔ اور فرماتے کہ اس طرح تسبیح نہ کہو کہ سیٹی کی آواز آنے لگے۔



﴿ بزرگان دین اور علماء امت رحمۃ اللہ علیہم سے ثبوت ﴾

[۱] امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۳۳ھ) [1] فرماتے ہیں۔

وَكَانَ يَحْيىٰ مَعَهُ مسباح فَيدخل يَدِهٖ فِيْ ثِيَابِهٖ فَيُسَبِّحُ

ترجمہ: امام یحییٰ (بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۸ھ) [۲] کے پاس ایک آلہ تسبیح تھا۔ وہ اپنے کپڑے میں ہاتھ داخل کر کے اس پر تسبیح کرتے رہتے۔

(تاریخ یحیی بن معین: ۴/۳۱۴) وسندهٔ صحیح

[۲] حضرت اسماعیل بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

دَخَلْتُ عَلَى سَحْنُوْنَ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ قَاضٍ، وَفِي عُنُقِهٖ تَسْبِيْحٌ يسبح بهٖ

(سیر اعلام النبلاء: ۹/۲۶۴)

---

[1] امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ یحیی بن معین اعلمنا بالرجال

(تذکرۃ الحفاظ: ۲/۱۴)

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ انتهى علم الناس الى يحيى بن معين (تذکرۃ الحفاظ: ۲/۱۴)

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ الثقة المأمون احد الائمة فی الحديث (تذکرۃ الحفاظ: ۲/۱۳)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ الامام الفرد سید الحفاظ (تذکرۃ الحفاظ: ۲/۱۴)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ثقة حافظ مشهور امام الجرح والتعديل (تقریب التهذیب: ۵۲۷)

[۲] امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ یحیی القطان اثبت الناس (تذکرۃ الحفاظ: ۱/۲۱۹)

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ما رایت احدا اعلم بالرجال منه (تذکرۃ الحفاظ: ۱/۲۱۹)

امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کان ثقة حجة رفيعا مأمونا (تذکرۃ الحفاظ: ۱/۲۱۹)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ الامام العلم سید الحفاظ (تذکرۃ الحفاظ: ۱/۲۱۹)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ثقة متقن حافظ امام قدوة (تقریب التهذیب: ۵۲۱)

ترجمہ: میں حضرت سحنون رحمۃ اللہ علیہ [1] (المتوفی ۲۴۰ھ) کی خدمت میں حاظر ہوا، ان دنوں آپ رحمۃ اللہ علیہ قاضی تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گلے میں تسبیح تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس پر تسبیح پڑھ رہے تھے۔

۳ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں۔

وَاَمَّا التَّسْبِيْحُ بِمَا يُجْعَلُ فِي نِظَامٍ مِنَ الْخَرَزِ وَنَحْوِهٖ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ كَرِهَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَكْرَهْهُ وَاِذَا اُحْسِنَتْ فِيْهِ النِّيَّةُ فَهُوَ حَسَنٌ غَيْرُ مَكْرُوْهٍ۔

(مجموع الفتاوی لابن تیمیۃ: ۲۲/۵۰۶)

ترجمہ: موتیوں وغیرہ کی لڑی کے ساتھ تسبیح کرنے کو بعض لوگوں نے مکروہ جانا ہے اور بعض نے مکروہ نہیں سمجھا۔ جب اس میں نیت اچھی ہوگی تو اس کا استعمال اچھا ہی ہوگا مکروہ نہیں ہوگا۔

۴ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں۔

الروایاتُ فِی التسبیحِ بالنوی والحصی کثیرۃ عن الصحابۃ وبعض امہات المؤمنین: بل رآھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم واقرھا۔ (نزھۃ الفکر فی سبحۃ الذکر: ۱۶)

ترجمہ: حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بعض امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن سے کھجور کی گٹھلیوں اور کنکریوں کے ذریعہ تسبیح کے سلسلہ میں روایات بہت ہیں۔ بلکہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا اور اس کو برقرار رکھا۔

۵ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں۔

وَلَمْ يُنْقَلْ عَنْ اَحَدٍ مِنَ السَّلَفِ وَلَا مِنَ الْخَلَفِ الْمَنْعُ مِنْ جَوَازِ عَدِّ الذِّكْرِ

---

[1] امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

الإمام، العلامۃ، فقیہ المغرب، المالکی، قاضی القیروان، وصاحب المدونۃ (سیر اعلام النبلاء: ۹/۶۳)

بِالسُّبْحَةِ بَلْ كَانَ اَكْثَرُهُمْ يَعُدُّوْنَهٗ بِهَا وَلَا يَرَوْنَ ذٰلِكَ مَكْرُوْهًا۔

(المنحة في السبحة:۳۶)

ترجمہ: سلف وخلف میں سے کسی سے بھی تسبیح پر نکیر منقول ہے، بلکہ اکثر لوگ اسے استعمال کرتے تھے اور کوئی اسے ناپسند نہیں کرتا تھا۔

[۶] علامہ ابن نجیم حنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۷۰ھ) فرماتے ہیں۔

لَا بَأْسَ بِاتِّخَاذِ السُّبْحَةِ الْمَعْرُوْفَةِ لِاِحْصَاءِ عَدَدِ الْاَذْكَارِ۔

ترجمہ: اذکار کے گننے کے لئے آلہ تسبیح کے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(البحر الرائق: باب ما يفسد الصلاة:۲/۳۱)

[۷] علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۳۱ھ) فرماتے ہیں۔

ولم ينقل عن احد من السلف ولا الخلف كراهتها نعم محل ندب اتخاذها فيمن يعدها للذكر بالجمعية والحضور ومشاركة القلب للسان في الذكر والمبالغة في اخفاء ذلك۔ (فيض القدير:۴/۳۵۵)

ترجمہ: سلف وخلف میں سے کسی سے بھی اس کا مکروہ ہونا منقول نہیں بلکہ جو شخص آلہ تسبیح کو دلجمعی، حضور قلبی، زبان کے ساتھ، دل کی حرکت کے ساتھ ذکر میں مشغول ہو اور ذکر کو بہت زیادہ مخفی رکھتے ہوئے استعمال کرتا ہے اس کے لئے اس کا استعمال مستحب ہے۔

[۸] علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں۔

لَا بَأْسَ بِاتِّخَاذِ الْمِسْبَحَةِ لِغَيْرِ رِيَاءٍ كَمَا بُسِطَ فِيْ الْبَحْرِ۔ (ردالمحتار:۱/۶۵۱)

ترجمہ: آلہ تسبیح کے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں اگر ریا کاری کی نیت نہ ہو جیسا کہ البحر الرائق میں موجود ہے۔

[۹] علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۰۴ھ) نے اس مسئلہ کے ثبوت پر ایک مستقل

رسالہ (نزھۃ الفکر فی سبحۃ الذکر) کے نام سے ہی تحریر فرمایا ہیں۔

[۱۰] علامہ محمد محمود خطاب السُّبکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۵۲ھ) فرماتے ہیں۔

وفیه دلالة علی جواز عدّ التسبیح بالنوی او الحصی فانه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لم ینه المرأة عن ذالک بل ارشدها الی ما هو ایسر لها وافضل ولو کان غیر جائز لبین لها ذالک۔ (المنھل العذب المورود شرح سنن ابی داؤد:۸/۱۶۳)

ترجمہ: تسبیح کو گٹھلیوں اور کنکریوں پر شمار کرنے کے جواز کی اس روایت میں دلیل ہے۔اس لئے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو اس سے منع نہیں فرمایا بلکہ آسانی کی طرف رہنمائی فرمائی اور اگر یہ جائز نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو ضرور منع فرماتے۔

[۱۱] سعودی عرب کے سابق مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۱۹ھ) فرماتے ہیں۔

لا حرج فیها کونه یسبح بخرز او شيءٍ یسبح به او حصی او نوی فلا بأس لکن الاصابع افضل ،کونه یسبح باصابعه کما فعل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقد روی عنه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انه رأی بعض نسائه یسبحن بالحصی فلم ینکر ذالک علیه الصلاة والسلام،وکان بعض السلف یسبح بالحصی وبعضهم بغیره فالامر فی هذا واسع۔

ترجمہ: تسبیح یا گٹھلی یا کنکری کے ذریعہ ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں،البتہ انگلیوں کے ذریعہ ذکر کرنا زیادہ افضل ہے جیسا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگلیوں کے ذریعے ذکر کیا۔لیکن احادیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض عورتوں کو کنکریوں پر ذکر کرتے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اس سے منع نہیں فرمایا۔بعض سلف کنکریوں پر تسبیح پڑھا کرتے تھے جبکہ بعض اس کے بغیر۔لہٰذا اس مسئلہ میں وسعت ہے۔

شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فتویٰ ان کی ویب سایٹ پر اس لنک کے ذریعہ پڑھا اور سنا جا سکتا ہے۔

(http://www.binbaz.org.sa/mat/1757)

۲ | ا | سعودی عرب کے مشہور عالم شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۲۱ھ) تسبیح کے استعمال کے متعلق سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔

السبحة يريد بها السائل الخرز التي تنظم في سلك بعدد معين يحسب به الانسان ما يقوله من ذكر و تسبيح واستغفار وغيره ذالك وهذه جائزة لا بأس بها۔ (فتاوی نور علی الدرب: ۲/۲۴)

ترجمہ: سائل کی مراد اگر وہ موتی ہے جو ایک لڑی میں معین مقدار میں پروئے جاتے ہیں اور اس لڑی کے ذریعے انسان اپنے ذکر، تسبیح استغفار وغیرہ کو شمار کرتا ہے تو یہ جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

۳ | ا | سعودی عرب کے شیخ صالح فوزان حفظہ اللہ فرماتے ہیں۔

ويباح استعمال السبحة ليعد بها الاذكار والتسبيحات، من غير اعتقاد ان فيها فضيلة خاصة۔ (الملخص الفقهي: ۱/۸۵)

ترجمہ: تسبیح کا استعمال اذکار وغیرہ کے لئے درست ہے البتہ اس میں کسی خاص فضیلت کا اعتقاد نہ رکھے۔

۴ | ا | مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں۔

تسبیح بذات خود مقصود نہیں، بلکہ ذکر کے شمار کرنے کا ذریعہ ہے بہت سی احادیث میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ فلاں ذکر اور فلاں کلمے سو مرتبہ پڑھا جائے تو یہ اجر ملے گا، حدیث کے طلبہ سے یہ احادیث مخفی نہیں ہیں، اور ظاہر ہے کہ اس تعداد کو گننے کے لئے کوئی نہ کوئی ذریعہ ضرور اختیار کیا جائے گا، خواہ وہ انگلیوں سے گنا جائے، یا کنکریوں سے یا دانوں سے

اور جو ذریعہ بھی کیا جائے وہ بہرحال اس شرعی مقصد کے حصول کا ذریعہ ہوگا اور جو چیز کسی مطلوبِ شرعی کا ذریعہ ہو بدعت نہیں کہلاتا۔ بلکہ فرض کے لئے ایسے ذریعے اختیار کرنا فرض ہے اور واجب کے لئے ایسے ذریعے اختیار کرنا واجب ہے۔ اسی طرح مستحب کے لئے ایسے ذریعے کا استعمال کرنا مستحب ہوگا۔ آپ جانتے ہیں کہ حج پر جانے کے لئے بحری، بری اور فضائی تینوں راستے اختیار کئے جاسکتے ہیں لیکن اگر کسی زمانے میں ان میں سے دو راستے مسدود ہو جائیں صرف ایک کھلا ہو تو اسی کا اختیار کرنا فرض ہوگا اور اگر تینوں راستے کھلے ہوں تو ان میں کسی ایک کو اختیار کرنا فرض ہوگا۔ اسی طرح جب تسبیحات واذکار گننا شریعت میں مطلوب ہے اور اس کے حصول کا ذریعہ تسبیح بھی ہے تو اس کو بدعت نہیں کہیں گے۔۔۔ پس جب ذکرِ الٰہی مشغول رہنا مطلوب ہے اور تسبیح کا ہاتھ میں ہونا اس مشغولی کا ذریعہ ہے تو اس کو بدعت کہنا غلط ہوگا بلکہ ذریعہ ذکرِ الٰہی ہونے کی وجہ سے اس کو مستحب کہا جائے گا تو بعید نہ ہوگا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲۶۰/۴)



﴿ فرقہ اہل حدیث کے علماء کرام سے ثبوت ﴾

ہمارے یہاں عام طور پر فرقہ اہل حدیث کے بعض علماء تسبیح کے استعمال کو ناجائز اور بدعت تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے اکابرین اس بات کے قائل ہے کہ اذکار کو گننے کے لئے تسبیح کا استعمال کرنا جائز ہے۔ چند حوالا جات پیش خدمت ہیں۔

[۱] فرقہ اہل حدیث کے مولانا سید نذیر حسین دہلوی صاحب (المتوفی ۱۳۲۰ھ) کے متعلق ان کے شاگرد مولانا فضل حسین سلفی صاحب لکھتے ہیں: 'شیخ کی زبان اور ہاتھ سے تسبیح کبھی نہیں چھوٹی۔ آخری عمر میں جب کمزوری بڑھ گئی اور تسبیح ہاتھ سے چھوٹ کر گر جاتی تو بہت بے چینی کے ساتھ اسے تلاش کرتے۔ اگر نہ ملتی تو سخت پریشان ہوتے۔ گھر والوں نے محسوس کیا کہ یہ بے چینی تسبیح نہ ملنے کی وجہ سے ہوتی ہے تو وہ جلدی سے تلاش کر دیتے۔ شیخ کا معمول تھا کہ تسبیح کو گلے میں ڈال لیتے اور کبھی چارپائی پہ رکھ لیتے۔ حتیٰ کہ آخری وقت تک ہر طرح کی بے حواسی اور غفلت میں بھی تسبیح سے غفلت نہ ہوئی اور اسی طرح ذکر الٰہی کرتے کرتے دنیا سے رخصت ہوگئے'۔ (الحیاۃ بعد الممات: ۲۲۱)

❁ مولانا خالد حسین بستوی صاحب مولانا سید نذیر حسین دہلوی صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں۔

'اتنی طویل علالت میں کبھی بھی آپ نے کسی کو کسی کام کے لئے نہیں کہا، تسبیح ہاتھ سے دم واپسیں تک نہ چھوڑی، کبھی گر جاتی تو پریشان ہوجاتے اور خود ہی تلاش کرنے لگ جاتے'۔ (فتاوی نذیریہ: ۱/۴۹)

[۲] قاضی شوکانی صاحب (المتوفی ۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں۔

وَالْحَدِيْثَانِ الْآخَرَانِ يَدُلَّانِ عَلَى جَوَازِ عَدِّ التَّسْبِيْحِ بِالنَّوَى وَالْحَصَى وَكَذَا بِالسُّبْحَةِ لِعَدَمِ الْفَارِقِ لِتَقْرِيْرِهِ ﷺ لِلْمَرْأَتَيْنِ عَلَى ذٰلِكَ. وَعَدَمُ اِنْكَارِهِ

وَالْاِرْشَادُ اِلَی مَاھُوَ اَفْضَلُ لَا یُنَافِي الْجَوَازَ۔(نیل الاوطار: ۱/۸۳۷)

ترجمہ: آخری دو حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ تسبیح کو گٹھلیوں اور کنکریوں پر شمار کرنا جائز ہے اور اسی طرح حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دونوں عورتوں کو تسبیح شمار کرنے پر منع نہ فرمانا اور افضل کی طرف رہنمائی فرمانا جائز ہونے کے منافی نہیں۔

[۳] مولانا شمس الحق عظیم آبادی صاحب (المتوفی ۱۳۲۹ھ) لکھتے ہیں۔

وَھَذَا اَصْلٌ صَحِیْحٌ لِتَجْوِیْزِ السُّبْحَۃِ بِتَقْرِیْرِہٖ فَاِنَّہٗ فِيْ مَعْنَاھَا اِذْ لَا فَرْقَ بَیْنَ الْمَنْظُوْمَۃِ وَالْمَنْثُوْرَۃِ فِیْمَا یُعَدُّ بِہٖ وَلَا یُعْتَدُّ بِقَوْلِ مَنْ عَدَّھَا بِدْعَۃً۔

(عون المعبود: ۴/۲۵۷)

ترجمہ: حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گٹھلیوں پر نکیر نہ فرمانا تسبیح کے جائز ہونے کی صحیح اصل ہے کیونکہ تسبیح بھی گٹھلیوں کے ہم معنی ہے کیونکہ شمار کرنے کے لئے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ گٹھلیاں پروئی ہوئی ہوں یا بغیر پروئی ہوئی ہوں۔ اور جو لوگ اس کو بدعت شمار کرتے ہیں ان کا قول لائق اعتبار نہیں۔

[۴] مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری صاحب (المتوفی ۱۳۵۳ھ) فرماتے ہیں۔

وَفِیْہِ دَلِیْلٌ عَلَی جَوَازِ عَدِّ التَّسْبِیْحِ بِالنَّوَی وَالْحَصَی وَکَذَا بِالسُّبْحَۃِ لِعَدَمِ الْفَارِقِ لِتَقْرِیرِہِ صلی اللہ علیہ وسلم لِلْمَرْأَۃِ عَلَی ذٰلِكَ وَعَدَمِ اِنْکَارِہٖ وَالْاِرْشَادُ اِلَی مَا ھُوَ اَفْضَلُ لَا یُنَافِي الْجَوَازَ۔(تحفۃ الاحوذی: ۶/۵۵۳)

ترجمہ: اس روایت میں تسبیح کو گٹھلیوں اور کنکریوں پر شمار کرنے کے جواز کی دلیل ہے اور اسی طرح حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دونوں عورتوں کو تسبیح شمار کرنے پر منع نہ فرمانا اور افضل کی طرف رہنمائی فرمانا جائز ہونے کے منافی نہیں۔

۵ مولانا ابوالقاسم بنارسی صاحب [1] (المتوفی ۱۳۶۹ھ) فرماتے ہیں۔
دانہ دار تسبیح پر تسبیح پڑھنے کی ممانعت سلف و خلف کسی سے منقول نہیں۔

(فتاوی ثنائیہ: ۱/۵۷۴)

۶ مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی صاحب [2] (المتوفی ۱۳۸۱ھ) فرماتے ہیں۔
تسبیح وغیرہ پر ذکر اللہ بلا کراہت جائز ہے۔ (فتاوی ثنائیہ: ۱/۵۷۴)

۷ مولانا عبدالسلام بستوی صاحب (المتوفی ۱۹۷۴ء) فرماتے ہیں۔
کھجور کی گٹھلی اور سنگریزوں پر ذکر اللہ اور تسبیح پڑھنا ثابت ہے جیسا کہ ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ترمذی میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ دونوں چیزوں پر صحابہ کو تسبیح پڑھتے دیکھا اور منع نہیں فرمایا لیکن افضل ہاتھ کی انگلیوں پر پڑھنا آیا ہے۔ (فتاوی علمائے حدیث: ۴/۲۹۴)

۸ شیخ محب اللہ شاہ راشدی صاحب (المتوفی ۱۴۱۵ھ) فرماتے ہیں۔
بہرحال تسبیح کو بدعت قرار دینا دلائل کے مطابق صحیح نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی اس کو فرض واجب یا سنت سمجھ کر کام کرتا ہے تو یقیناً وہ مذموم کام کرتا ہے لیکن اگر کوئی صرف گننے کے لئے کام میں لاتا ہے تو اس میں کون سی قباحت ہے۔ (فتاوی راشدیہ: ۱/۳۰۵)

۹ حافظ زبیر علی زئی صاحب (المتوفی ۱۴۳۵ھ) فرماتے ہیں۔
آلات تسبیح پر تسبیح پڑھنا جائز ہے بدعت نہیں ہے۔ (فتاوی علمیہ: ۱:۴۷۵)

---

[1] آپ کا شمار فرقہ اہل حدیث کے اکابرین علماء میں ہوتا ہے۔ دیکھیں: (علمائے اہلحدیث کی خدمات: ۱۳۲)

[2] آپ کا شمار بھی فرقہ اہل حدیث کے اکابرین علماء میں ہوتا ہے۔
دیکھیں: (علمائے اہلحدیث کی خدمات: ۱۰۲؛ تحریک اہلحدیث: ۱۴)

۱۰ شیخ امین اللہ پشاوری صاحب فرماتے ہیں۔ 'جو تسبیح اس لئے رکھے کہ اسے یاد رہے جیسے کہ تجربہ سے ثابت ہے تو یہ بدعت نہیں کیونکہ بدعت اسے کہا جاتا ہے جو عبادت کے طور پر دین میں نئی چیز نکالی جائے اور اگر عبادت کے طور پر کوئی چیز نکالی نہ جائے تو وہ بدعت نہ ہوگی ۔اس کے ساتھ گزرے ہوئے آثار سے گٹھلیوں اور کنکریوں کے ساتھ تسبیحات پڑھنے کی اباحت معلوم ہوتی ہے اور منکوں کی لڑی بھی اسی معنی میں ہے'۔

(فتاوی الدین الخالص: ۱/۱۷۰)

۱۱ شیخ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری صاحب فرماتے ہیں۔

آلہ تسبیح پر ذکر جائز ہے۔اس کے خلاف نبی اکرم ﷺ اور صحابہ وتابعین سے کچھ ثابت نہیں۔ہاں اس سلسلے میں علمائے کرام کی قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کی گئی شرائط کی پابندی لازم ہے۔(السنۃ: شمارہ نمبر:۳۴: صفحہ:۳۰)

فرقہ اہل حدیث کے نامور علماء کرام کی ان صریح عبارات سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اذکار وغیرہ کو گننے کے لئے گٹھلیوں ،کنکریوں اور دانے دار تسبیح وغیرہ کا استعمال کرنا بالکل جائز ہے۔



﴿ دانہ دار تسبیح پر اعتراضات کے جوابات ﴾

اعتراض نمبر ۱: اس کے ثبوت پر کوئی صحیح دلیل موجود نہیں ہے۔

جواب: یہ اعتراض بالکل غلط ہے ہم نے گذشتہ اوراق میں واضح دلائل سے اس کا ثبوت دکھا یا ہے۔جن سے یہ بات صاف ثابت ہوتی ہے کہ ذکر و اذکار کی تعداد گننے کے لئے تسبیح وغیرہ کا استعمال بالکل جائز ہے۔

اعتراض نمبر ۲: تسبیح کے استعمال کی وجہ سے انگلیوں پر گننے والی سنت متروک ہو جاتی ہے۔

جواب: تسبیح کے دانوں پر ذکر کرنے سے جس طرح تسبیح کے دانے استعمال ہوتے ہیں اسی طرح انگلیاں بھی استعمال ہوتی ہیں۔اور اسی طرح ہم بعض دفعہ انگلیوں پر اور بعض دفعہ تسبیح پر اذکار گنتے ہیں۔لہٰذا یہ اعتراض بھی غلط ہے۔

اس اعتراض کا جواب ہم فرقہ اہل حدیث کے مشہور عالم شیخ محب اللہ شاہ راشدی صاحب کی کتاب سے بھی پیش کرتے ہے۔

شیخ محب اللہ شاہ راشدی صاحب فرماتے ہیں۔"علامہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس طرح (یعنی تسبیح کو مستعمل کرنے سے) انگلیوں پر گننے والی سنت متروک ہوجاتی ہے حالانکہ اس طرح قطعاً نہیں ہے ہم سارے ہر وقت، ہر نماز کے بعد دوسرے اوقات میں انگلیوں پر بھی پڑھتے ہیں اور اس کے ساتھ تسبیح کو بھی استعمال کرتے ہیں۔ (فتاوی راشدیہ: ۱/۳۰۴)

اعتراض نمبر ۳: تسبیح کے رد میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت پیش کی جاتی ہے: **عَنِ الصَّلْتِ بْنِ بَهْرَامَ قَالَ: مَرَّ ابْنُ مَسْعُودٍ بِامْرَأَةٍ مَعَهَا تَسْبِيحٌ تُسَبِّحُ بِهِ، فَقَطَعَهُ وَأَلْقَاهُ، ثُمَّ مَرَّ بِرَجُلٍ يُسَبِّحُ بِحَصًا، فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ ثُمَّ قَالَ: لَقَدْ سُبِقْتُمْ ،رَكِبْتُمْ بِدْعَةً ظُلْمًا ,اَوْ لَقَدْ غَلَبْتُمْ اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ عِلْمًا**

(البدع والنهي عنها لامام الحافظ محمد بن وضاح القرطبي: ۴۰، السلسلة الضعيفة: ۱/۱۸۶)

ترجمہ: حضرت صلت بن بہرام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا گزر ایک عورت کے پاس سے ہوا، اس کے پاس تسبیح تھی جس سے وہ تسبیح پڑھ رہی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اُس کی تسبیح کو توڑ ڈالا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کا گذر ایک آدمی کے پاس سے ہوا جو کنکریوں سے تسبیح پڑھ رہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو پاؤں سے مارا۔ پھر فرمایا: کہ تم (اپنے گمان میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے) آگے بڑھ گئے۔ (نہیں بلکہ) تم بے جا بدعت کے مرتکب ہوئے، تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے علم میں بڑھ گئے ہوں۔

جواب: اس روایت کے بارے میں مفتی رضاء الحق صاحب حفظہ اللہ فرماتے ہیں۔

ان الحدیث منقطع لان الصلت مالقی ابن مسعود رضی اللہ عنہ

(فتاوی دار العلوم زکریا: ۱/۲۰۲)

یہ روایت منقطع ہے حضرت صلت رحمۃ اللہ علیہ کا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے لقاء ثابت نہیں۔ [1]

شیخ البانی صاحب نے بھی اس روایت کو منقطع کہا ہے۔ (السلسلۃ الضعیفۃ: ۱/۱۸۶)

اعتراض نمبر ۴: تسبیح کے رد میں حضرت عائشہ سے بھی ایک روایت پیش کی جاتی ہے:

عنِ اِمْرَأَةٍ مِنْ بَنِي كُلَيْبٍ :قَالَتْ رَآتْنِي عَائِشَةُ أُسَبِّحُ بِتَسَابِيْحَ مَعِي فَقَالَتْ أَيْنَ الشَّوَاهِدُ؟ يَعْنِي الأَصَابِعَ۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ: رقم: ۷۶۳۹)

ترجمہ: بنو کلیب کی ایک عورت کہتی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے دیکھا کہ میں اپنے پاس موجود تسبیحوں سے تسبیحات شمار کر رہی تھی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ قیامت کے دن گواہ یعنی انگلیاں کہاں ہیں؟

---

[1] شیخ محمد سعید ممدوح صاحب، شیخ محمد بن رزق صاحب اور شیخ محب اللہ شاہ راشدی صاحب نے بھی اس روایت کو منقطع کہا ہے۔ (وصول التھانی: ۴۸، المنحۃ فی السبحۃ بتحقیق شیخ محمد بن رزق: ۳۰، فتاوی راشدیہ: ۱/۲۹۷)

جواب: اس روایت کے سند میں بنوکلیب کی خاتون مجہول ہے۔لہٰذا یہ روایت ضعیف ہے۔
اعتراض نمبر ۵: تسبیح کے رد میں حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک روایت پیش کی جاتی ہے:

اَنَّهُ كَانَ يَنْهَى ابْنَتَهُ اَنْ تُعِيْنَ النِّسَاءَ عَلَى فَتْلِ خُيُوْطِ التَّسْبِيْحِ اَلَّتِيْ يُسَبَّحُ بِهَا۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ: رقم: ۷۷۵۲)

ترجمہ: وہ اپنی بیٹی کو اس بات سے منع کرتے تھے کہ وہ تسبیح کے دھاگے بنانے میں عورتوں کی مدد کرے۔

جواب: یہ روایت بھی ضعیف ہے کیونکہ اس روایت کی سند میں ابراہیم بن مہاجر ضعیف راوی موجود ہے۔امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ، امام یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ضعیف کہا ہے۔

(تہذیب التہذیب: ۱/۱۰۹، وصول التہانی: ۵۴)

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان پر جرح کی ہے۔(تہذیب التہذیب: ۱/۱۰۹)
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **لیس بالقوي**۔(تہذیب التہذیب: ۱/۱۰۹)
شیخ محمد بن رزق صاحب اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: **اسناده ضعيف لضعف ابراهيم بن المهاجر**۔(المنحۃ فی السبحۃ بتحقیق شیخ محمد بن رزق: ۳۱)
شیخ محمد سعید ممدوح صاحب بھی اس روایت کو ضعیف کہتے ہے۔(وصول التہانی: ۵۴)

خلاصہ: مذکورہ تمام دلائل (احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آثار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، اقوال علمائے امت رحمۃ اللہ علیہم بشمول فرقہ اہل حدیث کے نامور علماء کرام) سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ جولوگ اذکار وغیرہ کو گننے کے لئے دانہ دار تسبیح کے استعمال کو ناجائز اور بدعت تصور

کرتے ہیں ان کا نظریہ بالکل غلط ہے۔ بلکہ دلائل و براہین سے اس کا جائز ہونا صاف معلوم ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح مسائل پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور احقر کی اس حقیر سی کوشش کو اپنی پاک بارگاہ میں قبول فرما کر اسے میری اور پوری امت کے حق میں نافع بنائے: آمین

راقم الحروف: سہیل احمد ڈار (کرمشورہ بڈگام)

خادم مکتبہ النور کرمشورہ بڈگام کشمیر

احقر نے آج سے دو سال پہلے متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے ڈیجیٹل تسبیح کے استعمال کے متعلق سوال عرض کیا تھا جس کا جواب حضرت نے پی ڈی ایف فائیل کی صورت میں ارسال فرمایا تھا۔اب افادہ عام کے لئے اس کو بھی آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہے۔

دار الافتاء مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا فتویٰ نمبر: 1420 | 1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈیجیٹل تسبیح کا استعمال کا حکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترمی ومکرمی متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

سوال:

عرض یہ ہے کہ کیا ڈیجیٹل تسبیح استعمال کرنا جائز ہے؟

سائل: سہیل احمد ڈار۔ کشمیر

جواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

واضح رہے کہ ڈیجیٹل تسبیح ہو یا دانے یا کنکریاں ہوں ان تمام سے اصل مقصود یہ ہے کہ ذکر کے شمار کرنے میں معاون اور اہم ذریعہ ہے۔لہذا شمار کے لیے دانوں یا مروجہ ڈیجیٹل تسبیح استعمال کرنا جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

بعض احادیث میں بعض اذکار کی مخصوص تعداد پر فضیلت وارد ہوتی ہے لہذا اس تعداد کو مکمل کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی ذریعہ اپنایا جائے گا اسی ذرائع میں سے ایک یہ ڈیجیٹل تسبیح ہے۔لہذا اس کے استعمال میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

محمد الیاس گھمن

23- ستمبر 2020ء

مرتب کی دیگر تصانیف

۱۔ احادیث نبوی ﷺ اور مسنون دعائیں

۲۔ چند اہم مسائل عیدین

۳۔ چند اہم مسائل رمضان